پنجاب اور ایسٹ انڈیا کمپنی: سیاسی سماجی صورت حال
(1800-1849)

ظہیر وٹو
شبنم اسحاق

Abstract

East India Company played the pivotal role in colonization of India alongside its aftermaths. In the name of trade, the Company hijacked the political setup of India thereby resulting in the occupation of India. However, the nature of the occupation in Punjab was utterly different from the rest of India owing to its political and social background. Even the treaty of Amritsar was a result of the fear and Ranjit Singh was a crucial and defining variable amidst all this. The present study is an articulation of this viewpoint on the basis of of the double game played by the East India Company. Apart from this, the infliction of war on Punjabis after the demise of Ranjit Singh is also used an evidence to build the aforementioned thesis. Suggestive evidence to highlight the malignant behaviour of the Company in the war (i.e. forgery of the history) against Punjabis is also presented. The whole study, however, aims at building the conclusion that the above cited negative tactics were employed by the Company primarily to distort the Politico-Social fabric of Punjab to extract their personal colonial interests.

ہندوستان کی امیری تاریخی طور پر بے مثالی ہے۔انسان فطرتاً لالچی ہے۔ ہندوستان کی امیری کی بھنک پڑتے ہی اپنی غربت سے تنگ مغرب نے ادھر کا رخ کیا۔اگر مقصد صرف تجارت تک محدود رہتا تو اس کا فائدہ تمام عالم کو ہوتا لیکن مغرب کا لالچ اتنا بڑھا کہ بات تجارت سے قبضے تک پہنچ گئی اور یہ ظلم یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتا کیوں کہ تخت تک کا راستہ مقامی لوگوں کی سیاسی سماجی اور اخلاقی بیخ بنی سے جوڑ دیا گیا۔اس جرم میں سب یورپی (پرتگالی،

ڈچ، فرانسیسی، انگریز) شریک تھے۔ کیوں کہ سب کو ایک ہی لالچ تھا اور یہی لالچ ان کے باہمی تصادم کا سبب بنا۔ جو کہ دھرتی کے لیے تختۂ مشق ہونے کی وجہ سے مزید نقصان دہ تھا۔ بالآخر وہی جیتا جو سب سے زیادہ مکار تھا اور وہ تھی ایسٹ انڈیا کمپنی۔

سترھویں، اٹھارھویں صدی مغرب میں جنگ و جدل کا دور تھا اور اجارے کی اس داستان میں برطانیہ نمایاں تھا ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین انھی مکاریوں، لالچ اور جنگوں میں ہی پروان چڑھے تھے جو سیکھا تھا، وہی یہاں دوہرایا گیا مقامی راجوں، نوابوں میں پھوٹ ڈال کر، سماجی اخلاقی اثاثوں کو گھٹیا ثابت کر کے نہ صرف کرناٹک اور دکن بلکہ پورے بنگال پر قبضہ کر لیا۔ اورنگزیب کے دربار میں رشوت کے ذریعے تجارتی رعایتیں حاصل کیں جہاں یہ سب نہ چلا وہاں تحفوں اور دھمکیوں کے ساتھ غداروں کی خریداری کا کام کیا گیا۔ جیسا کہ سراج الدولہ کا اثر و رسوخ میر جعفر کے ذریعے اور میر جعفر کا میر قاسم کے ذریعے ختم کیا گیا۔ سب سڈیری سسٹم میٹھا زہر تھا کیونکہ ملکیت مقامی راجے کی، فوج انگریزوں کی، خرچہ راجے کا، ہرجانہ بھی اِسی کے ذمے لیکن اگر وہ مر جاتا تو ریاست کمپنی کی ہو جاتی۔ بندہ راستے سے ہٹانا تاریخی طور پر بھی انگریزوں کے لیے مشکل نہ تھی۔

سمندر کے کنارے ایسی جگہوں کا انتخاب کر کے قلعے تعمیر کیے گئے، جن سے اِن کو بے دخل کرنا آسان نہ تھا۔ تجارتی مال کی جگہ اسلحہ لایا گیا اور قاسم بازار کے مکینوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا کر بربریت کی نئی داستان رقم کی گئی۔ شہنشاہ اورنگزیب کے بعد ہندوستان میں مغلیہ سلطنت زوال پذیر ہو گئی۔ تخت کی لڑائی نے مرکزی حکومت کو کمزور کرنے کے ساتھ ساتھ ایسٹ انڈیا کمپنی کو پاؤں جمانے کا موقع دیا حتیٰ کہ مغل شہزادے بھی کمپنی کی مدد کے منتظر رہتے تھے۔ بالآخر 1800ء تک کمپنی ہندوستان کے بڑے حصے پر قابض ہو چکی تھی۔

جس دور میں ایسٹ انڈیا کمپنی بنگال اور اودھ کے مقامی حکمرانوں کو زیر دام لانے میں مصروف تھی سکھوں نے پنجاب میں اپنے آپ کو منظّم کرنا شروع کر دیا۔ دسویں گورو گوبند سنگھ کے زمانے میں انھوں نے ہتھیار بند ہونا شروع کر دیا۔ گورو گوبند سنگھ کے بعد بندہ بیراگی منظر پر آیا جس نے باقاعدہ چھاپہ مار دستے منظّم کیے۔ ستلج پار شاہ آباد، ساڈھورا اور لوہ گڑھ کے قلعوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب رہا۔ سکھ مغلوں سے لڑتے رہے۔ جس کے نتیجے میں سلطنت مغلیہ سکڑتی جا رہی تھی۔ اس اثناء میں فرخ سیئر کے زمانے میں 9 جون 1716 کو بندہ بیراگی مارا گیا۔

> ''اوڑک فرخ سیئر راج گدی تے بیٹھیا تے اوس نے بندہ بیراگی دی فوجی قوت نوں توڑیا۔ سنے بندہ بیراگی دے اوس نے 794 سکھاں نوں گرفتار کیتا اتے مارچ 1716ء نوں حکم دتا کہ ایہہ سارے دے سارے دلی لے جائے جان، جتھے اوہناں نوں قتل کر دتا گیا۔ بندہ بیراگی نوں 9 جنوری نوں قتل کیتا گیا۔(۱)

سکھوں نے چھاپہ مار کارروائیوں کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں نواب یحیٰی خان کے وقت سکھوں کے

خلاف بڑی کارروائی 'گھلوگھارا' ہوئی۔سکھوں نے اپنی فوج کو دوحصوں میں تقسیم کیا جنھیں ''بڑھادل'' اور ''ترونادل'' کا نام دیا گیا اور سردار جسا سنگھ آہلووالیا کو قیادت سونپی گئی۔اس کے بعد سکھوں نے بارہ مسلح دستے (مسلیں) ترتیب دیئے۔جنھوں نے اپنی قوت اور حکمت عملی سے مغل اور پٹھان افواج کو بے بس کر کے خود مختار حکومت قائم کی۔ان گروہوں میں شکر چکیہ گروہ کی قیادت سردار چڑھت سنگھ کر رہا تھا۔ جو 1771ء میں اپنی ہی بندوق سے ہلاک ہو گیا(۲)۔سرار چڑھت سنگھ نے اپنے پیچھے اپنا بیٹا مہان سنگھ چھوڑا۔جس کی شادی ریاست جیند کے راجے گجپت کی بیٹی راج کور سے ہوئی۔جس کے بطن سے راجہ رنجیت سنگھ پیدا ہوئے۔رنجیت سنگھ اس لحاظ سے خوش قسمت رہا کہ اسے صرف سترہ سال کی عمر میں تین گروہوں کی قیادت میسر ہوئی۔

شاہ زمان (افغان حکمران) نے 1765ء سے 1798ء کے دوران پنجاب پر تین حملے کیے۔آخری حملے سے واپسی پر اسکی بارہ توپیں دریائے جہلم میں ڈوب گئیں۔رنجیت سنگھ نے آٹھ توپیں تلاش کروا کے شاہ زمان کو واپس بھجوادیں جن کے جواب میں شاہ زمان نے رنجیت سنگھ کو راجا کا خطاب دیا(۳)۔اس کے بعد رنجیت سنگھ نے نکئی اور کنیہا افواج سے اتحاد کیا اور 1799ء میں لاہور پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔اس کے بعد 1801 میں اس نے مہاراجہ ہونے کا اعلان کر دیا اور 1802 میں امرتسر پر بھی قابض ہوگیا۔(۴)

ایسٹ انڈیا کمپنی کو سکھوں کا عروج ایک آنکھ نہ بھاتا تھا لیکن سکھ افغان حملہ آوروں کے خلاف کمپنی کی ڈھال کا کام دے رہے تھے۔جب کمپنی بنگال اور اودھ میں اپنی قوت کو مستحکم کر رہی تھی رنجیت سنگھ پنجاب میں مستحکم ہونے کے بعد مہاراجہ بننے میں کامیاب ہوگیا۔بہت سارے سکھ سرداروں نے اس کی حاکمیت کو قبول کیا۔اور کئی سرداروں نے ہر جانے کے ساتھ صلح کر لی۔نابھہ،پٹیالہ اور جیند کے سردار ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس مدد کے لیے پہنچے تاہم کمپنی نے مدد کے وعدے کے سوا کچھ نہ کیا۔

> "The Resident held out no hopes to the deputies of the confederate Sikh chiefs of direct British interference in their relations with the Lahore ruler, but nevertheless they were led to hope that they had the best sympathies of the British authorities, and that, when the time came, a helping hand would not be denied them." (۵)

جب رنجیت سنگھ کو اس رابطے کا پتا چلا تو اس نے تینوں سکھ ریاستوں (نابھہ، پٹیالہ جیند) کے سرداروں کو

امرتسر بلا کر اعتماد میں لیا۔

جب فرانس میں نپولین برسراقتدار ہوا تو اس نے برطانیہ پر قبضے کا سوچا۔لیکن برطانوی بحری بیڑے سے شکست کے بعد آسٹریا اور پروشیا پر قبضے میں کامیاب رہا۔اس کے بعد روس کا رخ کیا اور زار الیگزینڈر کے ساتھ جولائی 1807ء کو امن اور دوستی کا معاہدہ کیا(۶)اس زمانے میں ایران اور روس کا تعلقات معمول پر نہ تھے۔جب کہ فرانس اور ایران میں دوستی آگے بڑھ رہی تھی۔فرانس نے تہران میں سفارت خانہ کھولا جس کے نتیجے میں روس اور ایران کے تعلقات میں بہتری کی بنیاد پڑی۔ برطانیہ کو اس بات کا پہلے سے خدشہ تھا اس نے بھی تہران میں سفارت خانہ کھول لیا۔ایران،فرانس اور روس تعلقات کی بہتری کو کمپنی نے اپنے لیے خطرے کی گھنٹی سمجھا کہ کہیں یہ اتحاد ہندوستان کی طرف منہ نہ کرلے۔اس خدشے کو محسوس کرتے ہوئے لارڈ منٹو نے پچھلی پالیسی پر نظر ثانی کی اور سکھوں کے ساتھ مجبوراً راہ رسم بڑھانے کا فیصلہ کرلیا گیا۔انگریزوں نے اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے کابل اور تہران سے بھی رابطے استوار کیے۔اس غرض سے بھی لارڈ منٹو نے اپنے تین ایلچی مسٹر ایلفن سٹون کابل، سر جان میلکم تہران اور مسٹر سی ٹی میٹکالف کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طرف روانہ کیا۔

> "Mr. Metcalf reached Patila on 22nd August, and was received by the Raja Sahib Singh with great ceremony." (۷)

لارڈ منٹو اپنے پیغام میں فرانس اور روس کو انگریزوں، پنجاب، افغانستان اور ایران کے لیے خطرے کے طور پر پیش کرنا چاہتا تھا۔رنجیت سنگھ اس بارے میں مختلف رائے رکھتا تھا لہٰذا اس نے میٹکالف کی بات کو زیادہ وزن نہ دیا۔مہاراجہ نے نظر انداز کرنے کی حکمت عملی اپنائی۔جب میٹکالف لاہور پہنچا تو مہاراجہ قصور چلا گیا۔وہاں جا کر اس نے ایک بڑی فوج اکٹھی کی تاکہ آنے والے ایلچی کا بڑی فوج کے ساتھ استقبال کرئے اور انگریز وفد کو مرعوب کیا جاسکے۔ساتھ ہی اس نے اپنے رویے سے یہ ثابت کیا کہ وہ نپولین کے ہندوستان پر حملے کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔

> "He did not, perhaps, see that a French invasion would be ruineous to his interests, he rather feared the colossal power on his borders, and he rebented the intention of confining him to the Sutlej. He suddenly broke off negotiations, and made his third inroad to the south of the Sutlej." (۸)

میٹکالف سے ملاقات کے پہلے ہی مہاراجہ درئے ستلج پار اترا اور فرید کوٹ، انبالے پر قبضہ کرلیا۔ ملیر کوٹلہ، تھانیسر اور پٹیالے کے راجاؤں سے ہرجانے پر صلح کی۔ جب مہاراجہ فتوحات پہ فتوحات حاصل کر رہا تھا تو انگریز ایلچی میٹکالف فقیر عزیز الدین کے ساتھ پیچھے پیچھے تھا۔ میٹکالف مہاراجہ کے پیغام کو پورے طور پر سمجھتے ہوئے ستلج پار آیا اور ایک مراسلہ مہاراجہ کے نمائندے کے حوالے کر کے واپسی کی راہ لی۔

سس ستلج کے راجاؤں نے جب یہ بات دیکھی کہ کمپنی نے ایک طرف تو ان کے ساتھ کوئی باقاعدہ پیغام رسانی نہیں کی اور دوسرا وہ رنجیت سنگھ سے رابطے کے لیے بے چین ہے تو انھوں نے خود رنجیت سنگھ سے معاملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ دوسری طرف کمپنی نے یہ محسوس کرلیا کہ رنجیت سنگھ سے معاملات کرنا آسان نہیں ہے تو انھوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو مرعوب کرنے کے لیے جنوری 1809ء میں سر ڈیوڈ اکٹلونی کی قیادت میں لدھیانے کی طرف فوج روانہ کر دی۔

> ''رنجیت سنگھ نوں سندھی لئی ڈراون تے مجبور کرن لئی انگریزاں نے جنوری 1809ء نوں سر ڈیوڈ او کٹلونی دی کمان ہیٹھ اک تکڑی فوج جمنا پارلے آوندی تے لدھیانے ول نوں تور دتی تاں جو لوڑ پین تے ورتی جا سکے۔''(۹)

رنجیت سنگھ نے بھی جوابی تیاری شروع کر دی۔ گووند گڑھ کے قلعے کو پختہ کیا۔ توپیں نصب کی اور لدھیانے کے سامنے پھلور کے قلعے کو بھی درست کیا گیا۔ اس دوران امرتسر میں محرم کا جلوس نکلا اس وقت مسٹر میٹکالف بھی امرتسر میں موجود تھا۔ اس کے وفد میں شامل مسلمان بھی اس جلوس میں شامل ہو گئے۔ جلوس پر سکھ اکالیوں نے حملہ کر دیا۔ جلوس میں شامل کمپنی کے مسلمان سپاہیوں نے نہ صرف اسلحہ چھین لیا بلکہ تعداد میں بہت کم ہونے کے باوجود سکھوں کو شکست دی۔ رنجیت سنگھ تصادم سے اس نتیجے پر پہنچا کہ انگریز سپاہی حربی تربیت میں سکھوں سے بہت بہتر ہیں لہٰذا اس نے نہ صرف میٹکالف سے معافی مانگی۔ بلکہ اکالیوں کو سزا دی۔ اس بات کو بھی بھانپ لیا کہ اگر مستقبل میں کمپنی سے مقابلہ کرنا ہے تو فوج کی تنظیم اور تربیت کی شدید ضرورت ہے۔ ورنہ پورے پنجاب پر حکمرانی کا خواب ادھورا رہ جائے گا۔

اس دوران گردش ایام نے برطانیہ کو عالمی سطح پر غالب قوت بنا دیا۔ جب کہ فرانس روس وغیرہ پس منظر میں چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں انگریزوں کی پالیسی بھی تبدیل ہوگئی اور سس ستلج کی ریاستوں کے سر پر کمپنی نے ہاتھ رکھنے کا فیصلہ کرلیا۔

> "In the beginning of February 1809, Sir David Ochterloney had issued a proclamation declaring the cis- Sutlej states to be under British protection,

and that any aggressions of the chief of The Lahore whould be resisted with arms." (۱۰)

کمپنی کے اس حکم نے رنجیت سنگھ کے عزائم کو شدید دھچکا پہنچایا۔ پنجاب عملاً دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ کمپنی کا پنجاب اور رنجیت سنگھ کا پنجاب۔ معاہدہ امرتسر اس حقیقت کا محض اعتراف ہے۔

"........ a treaty was concluded at Amritsar on 25th April 1809, by which Ranjit Singh agreed not to attempt conquest, or occupy territory south of the Sutlej, and to withdraw all claims of sovereignty over the Sikhs inhabiting that territory." (۱۱)

اس معاہدے کے نتیجے میں کمپنی اپنے دیرینہ مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ لدھیانہ میں انگریزی چھاؤنی بنادی گئی۔ تجارت میں آسانیاں پیدا ہوئیں۔ دریائے ستلج سرحد تسلیم ہوئی۔ مہاراجہ کا پورے پنجاب کا حکمران ہونے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔ لیکن انگریزوں سے مطمئن ہونے کے بعد مہاراجہ کے لیے ملتان اور سندھ کی طرف سرحدوں کو وسعت دینے کا موقع پیدا ہوگیا۔ جب کہ انگریزوں کے لیے نیپال بنگال اور دوسرے مقامی سرکش گروہوں سے نپٹ لینا آسان ہوگیا۔

مہاراجہ نے اس معاہدے کی ہمیشہ پاسداری کی جب انگریز نیپال اور مرہٹوں کے ساتھ جنگوں میں مشکلات اور دباؤ کا شکار ہوئے۔ تو موقع کے باوجود مہاراجہ نے سرحد کو عبور نہ کیا۔ کلہوڑا کے راجہ کی ریاست ستلج کے دونوں اطراف میں واقع تھی۔ اس راجے نے 1819ء میں رنجیت سنگھ سے اپنے سابقہ معاہدے کی تکمیل میں پست و لعل سے کام لیا جس کے جواب میں دسیہ سنگھ مجیٹھیہ اور سنسار چند نے ریاست کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا لیکن جب کمپنی کا نمائندہ سامنے آن کھڑا ہوا تو رنجیت سنگھ نے معاہدہ امرتسر کی پیروی میں کمپنی سے معافی مانگ لی۔

"Runjeet Singh directed the immediate recall of his men, and he desired Sardar Dehsa Singh to go in person, and after his apologies to the English agent." (۱۲)

1820ء میں آپا صاحب انگریزوں کے خلاف رنجیت سنگھ سے مدد مانگنے آیا تو رنجیت سنگھ نے معاہدہ کی

بنیاد پر مدد سے انکار کر دیا۔

"He would seem to have had the command of large sums of money, and he endeavored to engage Runjeet Singh in his case; but the Muharaja had been told the fugitive was the violent enemy of his English allies, and he ordered him to quit his territories." (۱۳)

اس کے برعکس 1826 میں جب سید احمد بریلوی رائے بریلی کے علاقے میں فوج جمع کر رہے تھے اور سکھ حکومت کے خلاف چندہ اکٹھا کر رہے تھے تو کمپنی خاموش تماشائی بنی رہی۔

"He acted as if he meant by unbelievers the Sikhs alone, but his precise objects are imperfectly understood. He was careful not to offend the English." (۱۴)

سید لطیف لکھتے ہیں:

"He was careful to avoid complications with the British authorities; and although funds were raised in aid of his declared designs in all parts of British territories." (۱۵)

ایسی تحریک کے نتیجے میں 8 مئی 1829ء کے پنجاب کی فوج مصروف کار رہی۔ گنڈا سنگھ لکھتے ہیں:

''ایس جہادنوں انگریزاں ولوں شہہ دین دا مطلب صاف اے۔ ہندوستان وچ پوری طرح پیر جم جان کر کے ہن اوہ ہورنویں قبضے کرن لئی ویہلے ہو گئے سن۔ اوہ چاہندے سن پنجاب دی پٹھان سرحد اُتے کوئی ایسا جھکھڑ جھل پوے جیس نال سرحد دے بھولے بھالے مسلمان سکھاں دے خلاف اُٹھ کھڑون تاں ایہناں دے چڑھدے ول ودھ آون نال وچلے پنجاب وچ وی کھپ

پے جاوے تے پنجاب دا راج اُلٹے نہ وی تاں پھیر وی اینا لسا ہو جائے جو انگریزاں نوں دخل دین یاں قبضہ کرن دا موقع بن جائے۔''(۱۶)

اب کمپنی نے محسوس کیا کہ رنجیت سنگھ سندھ کی طرف بڑھنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف وہ تقریباً ہندوستان میں غالب ہو چکی تھی لہٰذا سکھ حکومت سے نپٹنے کے لیے اس کے پاس فرصت بھی تھی اور صلاحیت بھی۔ پنجاب کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لینے کا فیصلہ کیا گیا۔اس غرض سے انگریزوں نے ایک حیلہ کیا۔شاہ برطانیہ نے ایک چٹھی اور کچھ تحائف لیفٹیننٹ الیگزینڈر برنس کے ذریعے مہاراجہ کے دربار میں ارسال کیے۔ کمپنی نے اس کے لیے بمبئی سے براستہ دریائے سندھ لاہور کا راستہ اختیار کیا۔

> "The Indus was chosen as the route of this journey, as the authorities, both in England and India, were annicous to collect full and complete information, political and geographical, regarding that river."(۱۷)

کمپنی کے خفیہ عزائم کے بارے میں گنڈا سنگھ لکھتے ہیں:

> ''برنس نوں بمبئی توں خفیہ ہدایتاں دتیاں گئیاں سن سندھ دے پانی دی ڈونگھیائی، دریا دی چوڑائی تے ویہن، بھافی جہازاں لئی دریا دی سنگمتا، ایس دے کنڈھیاں پر بالن لئی لکڑیاں دی لبھت تے ایس دے آلے دوالے دے حاکماں نے لوکاں دی حالت ایسیاں گلاں نیں جیہناں دا ویروا سرکار لئی ات لوڑیندا اے۔''(۱۸)

1831ء میں روپڑ کے مقام پر لارڈ ولیم بینٹک اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ملاقات ہوئی۔ مہاراجہ کے روپڑ پہنچنے سے پہلے اسی دن ہی لیفٹیننٹ کرنل پوٹنگر اہل سندھ کو ایک تجارتی معاہدے کی پیش کش کے لیے روانہ ہوا۔ یہ بات رنجیت سنگھ سے خفیہ رکھی گئی۔اور رنجیت سنگھ کو اس کا علم دو ماہ بعد اس وقت ہوا جب معاہدہ ابتدائی مراحل طے کر چکا تھا۔

> "Before the Governor General met Runjeet Singh, he had directed colonel Pottenger to proceed to Hydrabad, to negotiate with the Ameer's of Sindh the opening of the lower portion of the river to all

boats on the payment of a fixed toll." (۱۹)

ان مثالوں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انگریز معاہدہ امرتسر کو ظاہری طور پر نبھار ہے تھے۔ حقیقت میں وہ ہر اُس عمل کی حمایت کرتے تھے جو انگریز کے لیے موزوں اور مہاراجہ کے لیے نقصان دہ ہو سکتی تھیں۔

سندھ کا راستہ آسان ہونے کے بعد انگریزوں نے پنجاب میں اپنا اثر نفوذ کو گہرا کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ جس کی ابتدا ریاست فیروز پور سے ہوئی۔ یہ ریاست پہلے رنجیت سنگھ کے زیر اثر تھی لیکن رانی لچھمن کور جو بے اولاد تھی، اس کی وفات کے بعد انگریزوں نے فیروز پور کو کمپنی قانون کے تحت اپنی ولایت میں لے لیا۔ یہاں کمپنی نے اپنے قلعے بنا لیے اور مہاراجہ کے مرنے کا انتظار شروع کر دیا۔ جب مہاراجہ پر فالج کا حملہ ہوا تو کمپنی کے ڈاکٹر اس کے پاس علاج کے لیے کم اور یہ دیکھنے کے لیے زیادہ آتے کہ اب وہ کتنے دن کا مہمان ہے۔

ہری سنگھ نلوہ رنجیت سنگھ کا سپہ سالار ہی نہیں دائیاں بازو بھی تھا اس کے پشاور میں مارے جانے کے بعد امیر دوست محمد یہ سمجھنے لگا کہ اب وہ پشاور کو اپنی قلمرو میں شامل کر سکتا ہے۔ لیکن پنجابی فوج کے پشاور پہنچ جانے پر اس کی اُمیدوں پر پانی بھر گیا۔ اس وقت اگرچہ فوجیں آمنے سامنے نہ تھیں پھر بھی کمپنی نے کمال ہوشیاری سے اپنے آپ کو صلح جو ثالث کے طور پر پیش کیا جس کا مقصد معاملات میں دخیل ہونے کے سوا کچھ نہ تھا۔ جب امیر دوست محمد کی پشاور مہم ناکام ہوئی تو انگریزوں نے شاہ شجاع کی شکل میں نیا مہرہ آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ تپاسا کے معاہدے میں انگریزوں نے رنجیت سنگھ کی حمایت بھی کامیابی سے حاصل کر لی، اس معاہدے کے نتیجے میں شاہ شجاع کا تخت کابل پر بیٹھنا قبول کر لیا گیا جس کے معنی یہ تھے کہ اب کابل کی حکمران بھی کمپنی ہی تھی۔ دوسرے لفظوں میں اب پنجاب چاروں اطراف سے کمپنی کے حصار میں آ چکا تھا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد کھڑک سنگھ کے دور اقتدار میں انگریز تاجروں نے ملتان میں تجارت کی آزادانہ پالیسیاں اختیار کر لیں جس پر دیوان ساون مل نے توجہ کی اور یہ ہدایت جاری کی کہ لوگ کمپنی کے ساتھ آزادانہ تجارت نہ کریں لیکن کھڑک سنگھ نے کمپنی کے ساتھ موجود معاہدے کے مطابق چلنے کا فیصلہ کیا۔

انگریزوں نے اسے کافی نہ سمجھا اور 1840ء میں دریائے ستلج کے مغرب پر واقع کہلور کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔(۲۰) یہ اقدام معاہدہ امرتسر کی کھلی خلاف ورزی تھی۔

کابل کی طرف پیش قدمی میں پنجابی فوج نے انگریزوں کا معاہدہ کی پاسداری رکھتے ہوئے بھر پور ساتھ نبھایا۔ درہ خیبر کابل کی طرف جانے کا ایک مشکل راستہ تھا جو کہ اہل افغانستان کے کنٹرول میں تھا۔ پھر بھی انگریزوں نے پنجاب فوج کے لیے اس راستے کا انتخاب کیا۔ جس کی وجہ سے پنجابی فوج کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے باوجود انگریز افسر ہمیشہ ناخوش رہے اور انگلستان بھیجے جانے والے مراسلوں میں پنجابی فوج کی مشکلات اور قربانیوں کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ حیلے بہانے میں انھیں برا کہا جاتا رہا۔

''عین اوس ویلے جس ویلے سکھ راج دے پندراں ہزار سپاہی درہ خیبر دیاں تنگ خونی پہاڑیاں وچ اوہناں لئی جاناں ہول کے لڑ رہے سن، پہاری ٹیسیاں نوں قابو رکھ رہے سن۔ افغانستان وچ اوہناں دی فوج دے پچھواڑے دی راکھی کر رہے سن تے ہور ہر طرحاں دی امداد دے رہے سن۔ سرکار انگریزی سکھاں دی طاقت نوں دباؤن لئی فیروز پور وچ تیسری ریز روفوج جمع کر رہی سی جو اوہناں دے دلی متر مہاراجا شیر سنگھ دے دیس اُتے دھاوا بولن لئی وی تیار سی۔''(۲۱)

ایک طرف پنجابی افواج کمپنی کے ساتھ مل کر افغان جنگ لڑ رہے تھے دوسری طرف انگریز پنجاب میں کئی عہدے داروں اور سرداروں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش میں لگے تھے تا کہ بوقت ضرورت پنجاب پر قبضے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔ کشمیر کا راجہ گلاب سنگھ اور پنجاب کے دو اعلیٰ عہدے دار مسر لال سنگھ اور مسر تیج سنگھ انگریزوں کے ساتھ ہاتھ ملانے کا وعدہ کر چکے تھے۔ اس طرح کمپنی پنجاب پر اپنے قبضے کی تیاری مکمل کر رہی تھی۔ محمد آصف خان لکھتے ہیں:

''گل کیہ ست ورھیاں دے وچ وچ (نومبر 1845ء) تائیں انگریزاں نے پنجاب دی سرحد دے لاگے لاگے 44 ہزار سپاہی تے 100 توپاں جمع کر دتیاں سن۔ ایس توں وکھ 56 نویاں بیڑیاں بمبئی توں فیروز پور منگوالئیاں گئیاں تاں جے لوڑ پین تے ستلج پار کیتا جا سکے۔''(۲۲)

جب انگریز پنجاب پر حملے کی تیاری مکمل کر چکے تو ایک ایسے واقعہ کی ضرورت تھی جس کے نتیجے میں ہدف حاصل ہو سکے۔ اس کے لیے ایک طرف تو اندرون خانہ تعصّبات کو اُبھارا گیا۔ سکھ گروہوں (مسِلوں) کے اندر پائے جانیوالے تضادات کو ہوا دی گئی اور محلاتی سازشوں کا آغاز ہوا۔ گنڈا سنگھ انگریزی مراسلوں کے حوالے سے ان سازشوں کو بے نقاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایلن برا 12 اگست 1843 نوں کلکتیوں ویلنگٹن نوں لکھدا اے:

پرتیت ہوندا اے پنجاب دے مالیاں دی گنڈھ شیر سنگھ دی موت نال کھل جائے گی۔''(۲۳)

''آخر 15 ستمبر 1843ء نوں بھانا ورت گیا تے مہاراجا شیر سنگھ اوس دا پتر کنور پرتاب سنگھ تے وزیر دھیان سنگھ سندھاوالیاں نے قتل کر دتے۔ ایہہ خبر رستے وچ ای ہووے گی جد ایلن برانے اُپر لی چٹھی لکھی سی۔ ایس چٹھی نے لدھیانے وچ ساہ لے کے گیاراں سو میل دا پندھ کرنا سی۔''

(۲۴)

کمپنی کی اب تک کی کامیابیوں نے انھیں یہ اعتماد بخشا کہ وہ نیا ریاستی ڈھانچہ تشکیل دیں۔ کمپنی کی نظر میں یہ مناسب تھا کہ کشمیر اور ملتان کو لاہور مرکز سے الگ کر دیا جائے۔ اس پالیسی کا فائدہ یہ تھا کہ لاہور پر قبضے کا راستہ

آسان اور مختصر ہوسکتا تھا۔ راجہ گلاب سنگھ پہلے ہی انگریزوں کا ہم نوا بن چکا تھا جبکہ لاہور میں موجود ریاست پنجاب کے اہم عہدے دار در پردہ ملے ہوئے تھے۔

لارڈ ایلن برا کے بعد سر ہنری ہارڈنگ ہندوستان آیا تو وہ بھی اسی راستے پر گامزن ہوا اس وقت تک دلی سے کرنال تک انگریز افواج مورچے سنبھال چکی تھی۔ سینکڑوں قلعے مرمت کروائے جا چکے تھے جن میں راشن اور اسباب جنگ جمع ہو چکا تھا۔ دریا سے حملہ آور ہونے کے لیے کشتیاں اور جہاز اپنے اپنے مقام تک پہنچ چکے تھے۔ گولہ بارود، بیل گاڑیاں چھکڑے موزوں کر لیے گئے تھے۔ حتیٰ کہ طبعی خدمات کے لیے ہسپتال کا سامان بھی آگرہ سے پنجاب پہنچا دیا گیا تھا۔ ایک مکمل اور فیصلہ کن جنگ کا پیغام نظر آتا تھا۔ اب اس چنگاری کی ضرورت تھی جس کے نتیجے میں میدان کارزار کو الاؤ بنایا جا سکے۔ یہ موقعہ لال سنگھ کے دریائے ستلج پار کرنے پر میسر آ گیا۔ جس کو کمپنی کے افسر بروڈ فٹ نے گرفتار کر لیا اور اس کے ایک ہم رکاب کو گولی مار دی گئی اسے پنجاب پر قبضے کی پہلی گولی جانا جاتا ہے۔ بات آگے بڑھی کمپنی کے ایک معاہدے نے پنڈ موراں پر قبضہ کر لیا جو کہ رنجیت سنگھ کی جانب سے سردار دھنا سنگھ ملوئی کو تحفے میں دیا گیا تھا۔ سندھ کی طرف سے بھی انگریز فوج نے پنجاب کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

لاہور کے حکمران اپنے اردگرد ہونے والی ساری کارروائیوں کو نہ صرف دیکھ رہے تھے بلکہ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے بھی کوشش کر رہے تھے۔ فوج کو منظم کیا جا رہا تھا۔ اور دوست دشمن کا جائزہ لیا جا رہا تھا۔ لیکن آستین کے سانپ وزیر لال سنگھ کی خبر نہ تھی۔ 13 دسمبر 1845 کو ہنری لارنس نے اعلان جنگ کر دیا۔ وزیر لال سنگھ پہلے تو اپنی دس ہزار افواج کے ساتھ ستلج نہ پار کرنے پر اسرار کرتا رہا لیکن مرکزی قیادت کے مجبور کرنے پر ستلج پار جا اُترا۔ یہاں بھی اس نے کمپنی سے وفاداری نبھائی۔ فیروز پور پر حملہ آور ہونے سے گریز کیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی کہ پہلے مدوکی اور بھیرو پر قبضہ کیا جائے۔ اس حوالے سے محمد آصف خاں لکھتے ہیں:

> ''خالصہ فوج نوں ایس جھل دا پتہ نہیں سی۔ سوایس تے عمل کر دیا فوج نوں تناں حصیاں وچ پاڑ دتا گیا کپتان منیلے دسدا ہے کہ 16 دسمبر دو پہر نوں میسر لال سنگھ نے نواب شمس الدین خاں قصوری نوں کپتان نکلسن کول گھل دتا سی تاں جے دس دتا جاوے کہ کیویں خالصہ فوج نوں کھنڈا دتا گیا ہے گیا ہے ایہہ وی آکھ گھلیا کہ فیروز پور میسر تیج سنگھ نوں چھڈ یا گیا ہے اوہ وی تہاڈا اپنا ای آدمی ہے۔''(۲۵)

18 دسمبر کو جنگ شروع ہوئی تو مسر لال سنگھ اپنے دستے کی کمان کر رہا تھا پھر وہ میدان جنگ سے بھاگ گیا۔

"Lal Singh headed the attack, but in accordance with his original design, he involved his followers in

an engagement, and then left them to fight as their

undirected valor might prompt." (۲۶)

پنجابی اپنی روائتی دلیری سے لڑے مگر شکست ان کا مقدر بنی۔ جنگ میں انگریز فوج کا بھاری نقصان ہوا۔ 21 دسمبر کو بھیرو لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں بھی انگریزوں کو بڑا نقصان اُٹھانا پڑا۔ ان کی حالت کے بارے میں گنڈا سنگھ روبرٹ کسٹ کے روزنامچے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''دسمبر 22...... گورنر جنرل ولوں خبر پہنچی ساڈا کل داہلہ فیل ہو گیا اے تے حالات بہت ای نراسا بھرے ہن، سرکاری کاغذ سبھ پھوک دینے نیں تے جے سویر داہلہ وی فیل ہو گیا تاں سبھ کجھ مک جائے گا۔ ایہہ گل مسٹر کری نے خفیہ رکھی تے سبھ توں بھیڑی خبر جیس نے مینوں افسوس وچ پادتا ایہہ سی اسیں بناشرط ہتھیار سٹ دین دیاں تیاریاں کر رہے ساں پر ایس دی لوڑ نہ پئی۔ ایتھے وی میسر تیج سنگھ دی پنجابیاں نال کیتی غداری اوہناں دے کم آئی تے اوہ آپ انگریزی کیمپ وچ جا اپڑیا۔ 22 دسمبر دی سویرے ای تیج سنگھ غدار کول سجری فوج ہا پر اوس نے پنجابیاں دے کہن دے باوجود ہلہ نہ کیتا کیوں جو اوس نوں انگریز سجناں دی حالت دا پتا ہا۔ ایسے کارن ایتھے وی پنجابیاں نوں ہار ہوئی۔''(۲۷)

محمد آصف خان لکھتے ہیں:

''ایہو ای نہیں کمانڈر انچیف سر ہیوگف نے 16 جنوری 1946ء نوں اپنے پتر دے ناں اک چٹھی دن پروان کیتا ہے کہ جے تیج سنگھ ٹاکرے لئی کھلو جاندا تاں انگیزاں دا بی مک جانا سی کیوں جو اوہناں کول اوس ویلے وڈیاں توپاں لئی سچ مچ اک گولہ وی نہیں سی۔''(۲۸)

ان دو جنگوں میں نقصان اُٹھانے کے بعد انگریز فوج تنظیم ترتیب اور اسلحے سے محروم ہو چکی تھی۔ ضرورت کی اس گھڑی میں ان کے ساتھی لال سنگھ اور میسر تیج سنگھ ان کے کام آئے۔ انھوں نے جنگ سے ہاتھ روک کر یہ موقعہ پیدا کیا کہ انگریز لشکر و سپاہ کو از سرِ نو جمع کر سکیں۔ اس دوران لارڈ ہارڈنگ نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ کوئی مقامی پنجابی سردار اگر ان کے ساتھ ملے تو نہ صرف اسے ڈھیر انعام سے نوازا جائے گا بلکہ اس کے علاقے پر قبضہ بھی نہیں کیا جائے گا۔ سردار نجودھ سنگھ مجیٹھیہ اور سردار اجیت سنگھ لاڈوے نے اس اعلان کو نظر انداز کرتے ہوئے سات ہزار پنجابی لشکر کے ہمراہ ستلج کے پار حملہ کر دیا اور فتح گڑھ، دھرم کوٹ، کنگرانا کے قلعے اپنے قبضے میں لے لیے۔ لدھیانہ کی چھاونی نظرِ آتش کر دی۔ اس کے ایک ہفتہ بعد انگریزوں کو تازہ دم فوج اور اسلحہ میسر آیا جس کے بعد 28 جنوری علی وال کے مقام پر انگریز اور پنجابی فوجوں کے درمیان رن پڑا۔ میدان انگریزوں کے ہاتھ رہا۔ ان حالات میں

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بیوہ رانی جند کور نے کشمیر سے راجہ گلاب سنگھ کو طلب کیا۔ وہ اس بات سے ناواقف تھی کہ گلاب سنگھ بھی اندرونِ خانہ انگریز سے ملا ہوا ہے۔ گلاب سنگھ کے آنے سے سکھ دربار میں انگریز کے خیر خواہوں کی تعداد دو سے تین ہوگئی۔ گلاب سنگھ نے مراسلت شروع کی۔ انگریزوں کی جانب سے پنجابی فوج کی تعداد کم کرنے پر زور دیا گیا۔ جنگ کے دنوں میں کیونکہ فوج فیصلوں پر ہاوی ہوتی ہے لہٰذا پنجابی فوج نے اس فیصلے کی حمایت نہ کی۔ فوج کے رویے سے مایوس ہوکر گلاب سنگھ نے کمپنی کو لاہور پر حملہ آور ہونے کی دعوت دے ڈالی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ سکھ دربار کی جانب سے انگریزوں کے ساتھ تعاون کیا جائے گا۔ انگریز کے ان تینوں حامیوں کے کردار کے حوالے سے جے ڈی کننگھم لکھتے ہیں:

"The English, therefore, intimated to Golab Singh their readiness to acknowledge a Sikh sovereignty in Lahore after the army should have been disbanded; but the Raj declared his inability to deal with the troops, which stiff overawed him and other well wisher to the family of Runjeet Singh. This helplessness was partly exaggerated for selfish objects; but time pressed; the speedy dictation of a treaty under the walls of Lahore was essential to the British reputation; and the views of either party were in some sort met by an understanding that the Sikh army should be attacked by the English, and that when beaten it should be openly abandoned by its own government; and further, that the passage of the Sutlej should be unopposed and the road to the Capital laid open to

the victors. Under such circumstances of discreet policy and shameless treason was the battle of Subraon." (۲۹)

پنجابی دربار میں انگریز کی اس وفادار ٹکون نے پنجابی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔تیس ہزار فوج کی قیادت سرتیج سنگھ کو سونپی گئی۔اس فوج نے سبھراؤں کے مقام پر گھوڑے کی نعال (ARC) کی شکل میں میدان جنگ سنبھالا۔ باقی فوج میسر لال سنگھ کی قیادت میں دریا کی دوسری جانب صف آراء ہوئی۔ان غدار کمان داروں نے فوج کی تنظیم ترتیب اور حکمت عملی کی ساری اطلاع اپنے انگریز آقا کو فراہم کر دی جس پر محمد آصف خان لکھتے ہیں:

''ایس وار پھیر لال سنگھ نے نواب شمس الدین خاں نوں 7 فروری دی رات نوں میجر لارنس کول گھلیا اتے خالصہ فوج دی ساری فوج ترتیب (Strategy) دا نقشہ بناتے گھل دتا۔ ایہہ نقشہ دھاوا بولن لگیاں انگریزی فوج دے وڈا کم آیا۔'' (۳۰)

میسر تیج سنگھ لڑائی سے بھاگ گیا اور جاتے جاتے کشتیوں کا پل بھی اُڑا گیا تا کہ دریا کی دونوں سمت کی فوج کا رابطہ نہ ہو سکے۔ جب انگریز فوج قصور پہنچی تو گلاب سنگھ نے آگے بڑھ کر انگریز فوج کا استقبال کیا جیسے کہ طے پایا تھا۔شاہ محمد نے اس بات کو کیا خوب بیان کیا ہے۔

''راجا گیا گلاب سنگھ آپ چڑھ کے باہوں پکڑ لاہور لیا نداای'' (۳۱)

20 فروری 1846ء میں انگریز فوج لاہور پہنچی اور شاہی قلعے میں ڈیرے جما لیے۔(۳۲) لاہور پہنچنے کے بعد انگریز فوج کی جانب سے لاہور دربار کے لیے ایک معاہدہ تجویز کیا گیا جس کی شرائط میں مارچ 1846ء میں اور اضافہ کر دیا گیا۔(۳۳) اس اقرار نامے کی چند شرطیں مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ لاہور دربار کو جالندھر دوآبے پر انگریز کا قبضہ قبول کرنے کا کہا گیا۔
☆ ڈیڑھ کروڑ روپے خرچہ جنگ تخمینہ لگایا تھا۔جن کی ادائیگی کے عوض یہ طے پایا گیا کہ راجہ دلیپ سنگھ سندھ بیاس کے درمیان پہاڑی علاقہ سے دستبردار ہوگا اور یہ علاقے گلاب سنگھ کی ریاست کا حصہ ہوں گے۔
☆ قرار پایا کہ کمپنی کو پچاس ہزار بطور تاوان ادا کیے جائیں گے۔
☆ سکھ فوج کی تعداد بہت کم کر دی گئی۔
☆ جنگ میں استعمال ہونے والی پنجابی فوج کی ساری توپیں انگریز فوج کو دے دی گئیں۔
☆ لاہور میں انگریز فوجیں قیام پذیر رہیں گی اور اس کا خرچہ دلیپ سنگھ برداشت کرے گا۔
☆ پنجاب کے جاگیرداروں کے حقوق کی محافظ کمپنی بہادر ہو گی نہ کہ دلیپ سنگھ۔

☆ انگریزوں کو اختیار دیا گیا کہ وہ پنجاب میں کمپنی کے نام پر جائیداد رکھ سکیں گے۔

لاہور پر قابض ہونے کے بعد 16 مارچ 1846 کو کمپنی اور راجہ گلاب سنگھ کے درمیان معاہدہ امرتسر وجود میں آیا۔اس معاہدہ کے مطابق کمپنی نے گلاب سنگھ کو کشمیر کا راجہ تسلیم کرلیا۔جبکہ یہ طے پایا کہ گلاب سنگھ اس کے بدلے میں پچھتر کروڑ کمپنی کو ادا کرے گا۔ نئے انتظام میں بھی لال سنگھ کو پنجاب کا وزیر اعظم بنا دیا گیا۔وہ راجہ گلاب سنگھ کو کشمیر دینے سے انکاری ہو گیا۔اس نے کشمیر کے ناظم شیخ امام دین کو کشمیر کا کنٹرول گلاب سنگھ کو دینے سے منع کر دیا۔اس پر انگریز برہم ہوئے اور ہنری لارنس نے بزور شمشیر کشمیر راجہ کے حوالے کیا اور لال سنگھ اور اس کی افواج کو انگریز کے زیر اقتدار علاقے سے نکال دیا گیا۔16 دسمبر 1846ء کو بھیرووال کے مقام پر ایک نیا اقرار نامہ ہوا۔راجہ دلیپ سنگھ کو ریاست کا والی مان لیا گیا۔جبکہ انگریز کو پنجاب میں من مرضی کی فوج رکھنے کی اجازت دے دی گئی اور سارے اخراجات راجہ دلیپ سنگھ کو ادا کرنے ہوں گے۔اب کمپنی پنجاب میں خود مختار تھی اور ہنری لارنس بطور ریزیڈنٹ بنا۔میسر تیج سنگھ کی خدمات کے اعتراف میں اسے راجہ کا خطاب عطا ہوا۔اس فیاضی میں دلیپ سنگھ کی مرضی شامل نہ تھی۔مہاراجہ دلیپ سنگھ کے انکار کو مہارانی جندکور کے کھاتے میں ڈال دیا گیا۔اور اس بہانے سے اسے شیخوپورہ کے قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔انگریز مہارانی جندکور کے معاملے میں اتنے احساس تھے کہ جب ملتان میں 1848 میں ایگنیو تے اینڈرسن پر حملہ ہوا تو اس کے ڈانڈے بھی مہارانی کی گرفتاری سے ملائے گئے اور اس بہانے سے اسے پنجاب بدر کر دیا گیا۔

لاہور میں انگریزوں کے وارد ہونے سے پہلے مہاراجہ دلیپ سنگھ کی نسبت ہزارہ کے گورنر سردار چتر سنگھ کی بیٹی سے طے ہو چکی تھی۔دوسری عملی حقیقت یہ تھی کہ ہزارے کے پولیٹکل اسسٹنٹ ایجنٹ جیمز ایبٹ کی ریاست میں موجودگی سے چتر سنگھ کی حیثیت نمائشی گورنر سے زیادہ نہ تھی۔جب مہاراجہ کی شادی کی بات چلی تو اس میں پس وپیش سامنے آنے لگا۔سردار چیتر سنگھ نے اسے انگریزوں کی نیت کی خرابی قرار دیا۔چتر سنگھ ایک ہر دل عزیز حکمران تھا لہٰذا انگریز اس رشتے کے اثرات سے باخبر نہ ہو سکتے تھے۔اسی اثناء میں سردار چتر سنگھ کا بیٹا شیر سنگھ جو انگریز کا وفادار تھا۔ اس بندھن کو چھوڑ کر اپنے باپ سے آن ملا۔

انگریزوں نے فوج کی نقل وحرکت میں اضافہ کر دیا۔کمپنی کی ایک بڑی فوج فیروز پور سے لاہور کے لیے بھیجی گئی۔نومبر 1848ء کو اس فوج کو دریائے چناب کا رخ دیا گیا۔اس نے دریا کے بائیں کنارے رام نگر کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔اس حرکت کے بعد پنجابی فوج دریا کے دائیں جانب چلی گئی ایک آدھ جھڑپ ہوئی جس میں انگریزوں کو نقصان اُٹھانا پڑا۔شیر سنگھ جہلم میں ایک مضبوط پوزیشن سنبھالے ہوئے تھا۔اسے وہاں سے نکالنے کے لیے چیلیانوالی کی مشہور لڑائی ہوئی۔شیر سنگھ ایک بہادر راجہ ہی نہ تھا بلکہ انگریز کے سازشی مزاج کو بھی سمجھتا تھا۔سرہیوز

اس کے سامنے پانچ ہفتے تک بڑی فوج کے ساتھ بیٹھا رہا مگر حملہ آور نہ ہوا۔شیر سنگھ کو اپنے باپ کی آمد کا انتظار تھا۔جو ابھی تک اٹک کے قلعے پر قبضہ کیے ہوئے تھا۔انگریز کمانڈر نے اس خدشے کو محسوس کیا اور باپ بیٹے

کے ملاپ سے پہلے ہیوز کو حملے کا حکم دے دیا۔ 13 جنوری 1849ء کو معرکہ چیلیانوالی ہوا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ دو ہزار انگریز سپاہی مارے گئے۔ آخر 21 فروری 1857 کو پنجاب کا الحاق ہوا۔

پنجاب میں کمپنی کا طریقہ واردات جداگانہ تھا۔ پنجاب پر حملے کے وقت کمپنی تجارتی نہیں غاصبانہ چہرہ لیے ہوئے تھی۔ نپولین اور مہاراجہ کے خوف سے کمپنی نے معاہدہ امرتسر کیا تو سہی لیکن جیسے ہی فرصت پائی تو پھر نگاہیں پنجاب پر گاڑ لیں۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ ایک اچھا فوجی اور جہاں دیدہ شخص تھا اور کمپنی کی پنجاب کے متعلق چالوں سے واقف تھا لیکن پھر بھی معاہدہ امرتسر کی پاسداری کرتا رہا جس کا ثبوت انگریزوں کی لکھی تاریخوں سے بھی ملتا ہے۔

حواشی:

۱۔ شاہ محمد، جنگ ہند پنجاب، مرتب، محمد آصف خاں (لاہور: عزیز بک ڈپو، ۱۹۸۲ء)، ص: ۲۸

۲۔ ایضاً، ص: ۳۲

۳۔ ایضاً، ص: ۳۴

4. J. D. Cunningham , History of the Sikhs (London:John Murray Albemarle Street,1849) p.139.

5. J. D. Cunningham. p.139.

6. Vincent Cronin, Napoleon (Canada: Penguin Books, 1982) 377.

7. J. D. Cunningham p.374.

8. J. D. Cunningham p.146.

۱۰۔ گنڈا سنگھ، ڈاکٹر، پنجاب اُتے انگریزاں دا قبضہ (لہور: سچیت کتاب گھر، ۲۰۰۵ء)، ص: ۱۲

10. J. D. Cunningham p.148.

11. Syed Muhammad Latif, History of the Punjab (Lahore: Progressive Books, 1984) p.379.

12. J. D. Cunningham p.169.

13. J. D. Cunningham p.175.

14. J. D. Cunningham p.199.

15. Syed Muhammad Latif p.443.

۱۶۔ گنڈا سنگھ،ڈاکٹر،ص:۱۷

17. Syed Muhammad Latif p.443.

18۔ گنڈا سنگھ،ڈاکٹر،ص:۱۸

19. J. D. Cunningham p.206.

20۔ گنڈا سنگھ،ڈاکٹر،ص:۲۸

21۔ گنڈا سنگھ،ڈاکٹر،ص:۳۳

22۔ شاہ محمد،ص:۴۵

23۔ گنڈا سنگھ،ڈاکٹر،ص:۴۵

24۔ گنڈا سنگھ،ڈاکٹر،ص:۴۵

25۔ شاہ محمد،ص:۵۷

26. J. D. Cunningham p.306.

27۔ گنڈا سنگھ،ڈاکٹر،ص:۹۳

28۔ شاہ محمد،ص:۵۹

29. J. D. Cunningham p.321.

30۔ شاہ محمد،ص:۶۲

31۔ شاہ محمد،ص:۱۵۵

32. J. D. Cunningham p.406.

33. J. D. Cunningham p.411.